Registered

L. No. 89.

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۸) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے۔ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۶ ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

مسٹر کالیچرن بینرجی جو کلکتہ کی یونیورسٹی کے رجسٹرار ہیں اور بہت سے علمی معاملات میں حصہ لیتے ہیں کچھ عرصہ سے بیمار تھے مگر اب خطرناک حالت سے نکل گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی بیماری کی وجہ سے اپنے کام سے استعفا دیدیا ہے۔ نٹال واقع افریقہ میں وہاں کے باشندوں کی ایک مسلح جماعت نے پولیس کے چودہ آدمیوں پر حملہ کیا جبکہ وہ معاملہ اراضی فراہم کر رہے تھے ایک انسپکٹر اور ایک پرائیویٹ شخص قتل ہوئے اور چھ آدمیوں کا پتہ بالکل نہیں جنگی سپاہی موقعہ پر پہنچ گئے ہیں کہتے ہیں کہ نٹال کے پریمیئر نے پولیس کی امداد سے اجتناب کیا ہے۔ اس بلوے کی بابت نٹال میں بڑا اندیشہ اور بیقراری ہے۔ میلبورن سے ڈیلی کرانیکل کی ایک تار ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پرودہ جاپانیوں کے اسباب میں سے شہر کے نقشہ جات جنگ کے کاغذات برآمد ہوئے ہیں جس سے وہاں بڑی بےچینی اور فکر ہو رہی ہے مگر ۱۷ تاریخ کے ڈیلی کرانیکل میں ایک تار درج ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مسٹر ہیلفورڈ نے دریافت کر لیا ہے کہ اس امر کی کچھ بنیاد نہیں ہے۔ امریکہ کے پریزیڈنٹ روزولٹ نے جاپانی قحط کی امداد کے لئے امریکہ سے اپیل کی ہے۔ لارڈ کرزن میموریل فنڈ کا چندہ ۹۳ ہزار روپیہ تک پہنچ گیا ہے۔ چینی بوئے کاٹ سے چین کے اندر امریکن تجارت ۲۰ فیصدی کے حساب سے کم ہو گئی ہے۔ چینی لوگ امریکن اسباب کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ آسٹریلیا کی گندم نے امریکن گندم کو مات کر دیا ہے اور عام اشیاء تجارت یورپ سے آتی ہے۔ بمبئی کی ہندو پریزیڈنسی کرکٹ ٹیم کے چار سال پہلی دفعہ چیدہ چیدہ کھلاڑیوں سے بنی ہے اور اسی پریزیڈنسی کے یورپین کھلاڑیوں کے درمیان اسی ماہ کی ۱۰ تاریخ کو ایک میچ ہوا ہندو ٹیم ۱۰۶ رنز سے جیت گئی۔ گذشتہ ماہ کل پنجاب میں ۳۷۰۲۵ واردات پلیگ اور ۲۳۰۰۰ اموات پلیگ سے واقع ہوئیں۔ ضلع حصار کے ڈپٹی کمشنر صاحب اعلان دیتے ہیں کہ ۵ و ۶ مارچ کو سرسہ میں دستکاریوں کی نمائش ہوگی۔ لودیانہ کے رئیس خواجہ احمد شاہ لودیانہ کے جیلخانہ کے ملاحظہ کے لئے ایک غیر سرکاری افسر مقرر ہوئے ہیں۔ ہوشیارپور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ڈج لگن کو ایک سال اور ۶ ماہ کی رخصت عطا ہوئی ہے۔ سرگودھا کی پولیس نے پاس کے ایک گاؤں سے ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا ہے جو کسی وقت تھانہ دار، تحصیلدار یا اور کوئی سرکاری افسر بنکر لوگوں کو دھوکا دے لوٹا کرتا تھا۔ ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ کو امرتسر میں خوب بارش ہو گئی ہے۔ گذشتہ ہفتہ جہلم میں بھی خوب بارش ہو گئی۔ چاولوں کا نرخ اب بڑھ گیا ہے۔ جھنگ کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لالہ کانشی رام ہوشیارپور کو تبدیل ہو گئے اور ہوشیارپور کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مسٹر ای۔ سٹیفن ان کی جگہ جائینگے۔ دہلی کے مدرسہ طبیہ کی کمیٹی بصدارت ڈپٹی کمشنر صاحب مسٹر ہمفری ۱۸ ماہ حال کو منعقد ہوئی۔ ہندو و محمدی شرفا شریک تھے۔ سیکرٹری نے رپورٹ پڑھی۔ اور شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب نے کمیٹی کو درس دیا۔ میر مجلس نے بعد میں حکیم حافظ محمد اجمل خان کی کوششوں کا بیان کیا جو یونانی طب کے بڑے حامی ہیں۔ بعدہ اسناد اور تمغے اور انعامات تقسیم ہوئے۔ آسٹریلیا کے اون کا وزن امسال ۱۰½ ملین پونڈ ہے۔ گذشتہ سال تین ملین کا اضافہ ہوا۔ برسٹل کی ایک عورت مسز رانگس کو جس کے ہاں حال ہی میں تیہرے بچے پیدا ہوئے ہیں بادشاہ کے نجی خرچ میں سے دو پونڈ عطیہ دیا گیا ہے۔ برطانوی جنوبی افریقہ نمائش جو سنہ ۱۹۰۷ء کے آغاز میں لنڈن میں ہونے والی ہے اس کا ابتدائی انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ بسنلاگروز کی ایک عورت نے اپنے خاوند کو اس وجہ سے طلاق دیدی کہ وہ بڑا بھاری حقہ باز ہے اور حقہ پیکر دھواں اس کے منہ پر چھوڑا کرتا تھا۔ طلاق کی وجہ خوب ہے!۔ سنڈرلینڈ کے ایک جوان مزدور کی بیوی کے ہاں حال ہی میں تین بچے پیدا ہوئے ہیں۔ پندرہ مہینے گذرے کہ اس کے ہاں توام پیدا ہوئے تھے۔ شادی ہوئے کو صرف دو ہی سال کا عرصہ ہوا ہے۔ ۱۴ تاریخ کی شام کو الہ آباد کے ریلوے سٹیشن پر ای آئی آر کے لوکو موٹو ڈیپارٹمنٹ کا ایک نوکر کسی کام کے لئے اس سڑک کے ایک طرف سے جس پر ایک مال گاڑی آ رہی تھی جلدی سے گذر رہا تھا کہ پٹریوں میں اس کا پیر پھنس گیا اور انجن مع گاڑیوں کے اس پر سے گذر گیا۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ۱۱ ماہ حال کو فرید کوٹ کے راجہ صاحب کا انتقال ہو گیا۔ جس سے اس ریاست کی کل آبادی چاہ غم میں غرق ہے۔ راجہ صاحب مرحوم کا عین شباب تھا۔ خالصہ کالج کے آپ بڑے مربی اور حامی تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے کوئی گدی نشین نہیں چھوڑا۔ ہاں آپ کا کمسن بھتیجا گدی نشین ہوگا۔ خدا ان کے پسماندگان کو تسلی دے۔ گذشتہ جمعرات کو نو بجے لاہور کے پنچ گھروں میں آگ لگ گئی جنہیں ہندو لوگ رہتے تھے کہتے ہیں کہ باورچی خانہ میں کچھ سلگتے کوئلے رہ گئے تھے۔ پاس کی کٹڑیوں میں بھی اس سے آگ لگ گئی نقصان کا اندازہ دس ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

بارش کا شکریہ ہمہ حمد و سپاس و شکرانہ بقیاس اُس خداوند عزوجل کا ہو جس نے اپنی بے پایان محبت اور رحمت سے ہماری دعاؤں کی آواز اور غربا کے نالوں کی صدا سنکر گذشتہ ہفتہ اور نیز اس ہفتہ لودیانہ اور اس کے علاقہ میں نہ صرف خاطر خواہ بلکہ ضرورت سے بھی زیادہ بارش برسائی۔ اور خشک زمین کو اپنے باران رحمت سے سرسبز و تر و تازہ اور دلوں کو اپنے شکریہ اور حمد و ثنا سے معمور کردیا۔ جہاں زمین پر خاک برستی تھی اور عوام الناس کے منہ پر ہوائیاں اڑتی تھیں وہاں اب زمین ہر سمت سبز لباس اوڑھے اور عوام الناس کے چہرے بشاشت سے شاداب ہیں۔ ناامیدی میں امید پیدا کرنا اُس خداوند کارساز ہی کا کام ہے۔ اکثر اطراف سے بارش کی خبریں آرہی ہیں۔ کاشکہ خدا اپنی رحمت خاص کی بارش بھی اخلاقاً و روحانیتہً افسردہ دلوں پر بکثرت نازل کرے تاکہ وہ بھی اسکی روح کی بارش سے سرسبز و شاداب ہوکر توبہ اور محبت کے پھل لائیں اور اس پر شیوہ کی کھلیان عمدہ فصل سے بھر جائیں اور آخر کو اُس کے کھتے میں بہت سا اناج جمع ہوجاے۔

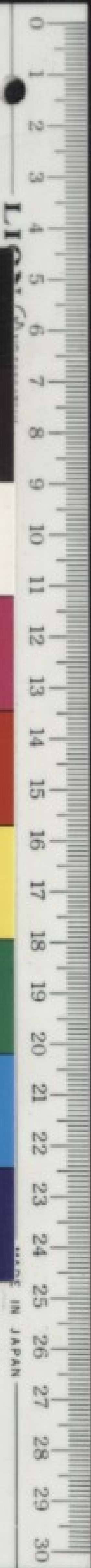
سنتوکھ ماجرا میں بارش۔ یہہ ایک عیسائی گاؤں اس مشن کے متعلق ہے اور وہاں کے پاسٹر پادری جے مینوئل ہیں۔ وہ وہاں سے بارش کی حسب ذیل خبر دیتے ہیں خدا کا شکر ہو کہ جبکہ علاقہ بانگر میں سخت قحط ہو رہا تھا زمینداروں نے کیکر اور ڈھاک تک کاٹ کاٹ کر جانوروں کو کھلا دیا تھا اور جنگلات اور کیر کی کشی کرڈالی تھی۔ اور گندم کا بھاؤ ۔ا سیر کو پہنچ گیا تھا۔ بارش کی طرف سے لوگوں کی امید منقطع ہوچکی تھی۔ خداوند کریم نے بڑی رحمت کی کہ ۱۵ تاریخ کو دن کے ۱۲ بارہ بجے سے شروع ہوکر رات کو خاطر خواہ زور شور سے بارش ہوئی۔ صبح کو بادل کھل گئے۔ دھوپ کھل کھلا کر ملسی اور سرسوں نے اپنا زعفرانی دوپٹہ دھوکر اوڑھا۔ گیہوں بھی سبز عمامہ باندھکر مستانہ وار جھوم جھوم کر خدا کا شکر کر رہی ہے۔ عیسائی جو عرصہ سے دعا و مناجات میں لگ رہے تھے۔ خداوند مسیح کا شکر کر رہے ہیں۔ بیچارے بنیوں کے منہ پر ضرور ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ خداوند نے وقت پر مینہ برسایا۔ امید ہے کہ یہہ بارش دور تک برسی ہے۔ آج جمعرات کے دن ہماری شکرانہ کی عبادت ہے۔ جے مینوئل سنتوکھ ماجرا ضلع کرنال ؁

آریہ و ہندو صاحبان کو خوشخبری۔ ہمنے کسی گذشتہ پرچہ میں لکھا تھا کہ امریکہ میں مردے جلائے جاتے ہیں اور اسکی کل کیفیت درج کی تھی پنجاب کے ہندو و آریہ صاحبان کو یہہ مژدہ ہے کہ کلکتہ میں بھی ایک مرگھٹ اس قسم کا تیار ہوگیا ہے۔ اس کا کل خرچ کارپوریشن نے اپنے ذمہ لیا ہے فرانسیسی ماہرین نے رجسٹری شدہ بھٹیاں تیار کی ہیں۔ کل کام میسرز برونلی اینڈ مرے {Messrs Brownlie & Murray} نے مکمل کردیا ہے ؁

کھان پان مصنفہ و مولفہ جناب رائے صاحب لالہ متھرا داس صاحب پنشنر سب انجنیر سہارنپوری مطبوعہ حسب فرمایش لالہ نانک چند اگروال۔ کتاب کے ملنے کا پتہ ہے مالک و منیجر قیصر ہند ایجنسی لودیانہ۔ قیمت ۸ / ۔ اسمیں ہر قسم کے ہندوی کھانوں۔ مٹھائیوں۔ مربوں۔ چٹنی وغیرہ وغیرہ بنانے کی ترکیب مفصل درج ہے۔ نہایت عمدہ کتاب ہے ہر شریف بی بی کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ عمدہ بنی ہوئی غذا سے فرحت مزاج اور صحت اور قوت پیدا ہوتی ہے جو انسانی زندگی کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔ مگر یہہ سب کو بنانی نہیں آتی۔ اس کتاب سے وہ کمی پوری ہوجاتی ہے۔ اور مذکورہ بالا مقاصد بر آجاتے ہیں۔ فرحت و صحت و قوت کے مشتاقان اس کو ضرور منگا کر اس سے فائدہ اٹھائیں ؁

الفرقان مسمی بہ مذہب اسلام حصہ دویم مصنفہ پادری غلام مسیح صاحب حال پاسٹر فیروزپور۔ قیمت فی جلد ۸ / ۔ یہہ رسالہ اسی نام کے رسالہ کا حصہ دویم ہی۔ حصہ اول پہلے دو بابوں میں ختم ہوچکا جس کا ریویو ہمنے گذشتہ سال کردیا تھا۔ یہہ حصہ تیسرے باب سے شروع ہوتا ہے جسمیں مسیح کی ماہیت۔ پیدائش کام اور عظمت وغیرہ وغیرہ مضامین پر قرآن کے بیان کے مطابق بحث ہی اور یہہ دکھلایا گیا ہے کہ بزرگان قدیم و پیغمبران سابقہ کا دین قرآن کے مطابق مسیحی مذہب ہی تھا۔ یہہ رسالہ معہ حصہ اول کے نہایت مفید اور عمدہ اور مناددوں کے لئے گویا قرآن کا خلاصہ درست ہی۔ مصنف کی رائے کے علاوہ ہر ایک شخص اپنی ذکاوت و واقفیت سے عمدہ نتائج نکال سکتا ہی اور محمدیوں کے ساتھ عرصہ مناظرہ میں اس کے مطالب کو بخوبی استعمال کرکے ان پر فتح پاسکتا ہی۔ اور خداوند کا جلال ظاہر کرسکتا ہی؀

رپورٹ جذام خانہ ترن تارن بابتہ ۱۹۰۲؁ء۔ اس جذام خانہ کو قائم ہوئے عرصہ قریب چالیس سال کا گذرا ہی اور تب سے مسیحیوں کی زیر حفاظت اور انگی جانفشانی اور کام کرکر بنا ہوا ہی۔ ہم مدت سے اس جذام خانہ کی حالت سے واقف ہیں اور جہانتک اسکی دو تین سال سے موجودہ حالت کا اس سے ما قبل زمانہ کی حالت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ دلبری اطمینان اور خوشی سے کہہ سکتے ہیں کہ اس جذام خانہ نے بہت ترقی کی ہی۔ روحانیتہً و جسمانیتہً ہر دو طرح سے کی ہی۔ بیان کے لائق اور منتظم و خلیق اور خدا پرست پادری گلفورڈ صاحب اور ڈاکٹر کانشی ناتھ صاحب کی حسن انتظام خیر اندیشی اور محنت کام کی داد دیتے ہیں۔ اس جذام خانہ کی کل دار و رس پختہ ہیں مسلمانوں کے لئے مسجد اور عیسائیوں کے لئے گرجا پختہ عمارت میں نہایت ہی عمدہ اور عالیشان تعمیر کئے گئے ہیں اور جذامی قیدیوں کے لئے نہایت محفوظ و ماموں جیلخانہ بھی ہے اور ڈاکٹر صاحب کا مکان بھی وہاں ہی ہے۔ جذامیوں کے تندرست بچے برضامندی والدین انکے علیحدہ کرلئے جاتے ہیں اور انکی پرورش و تعلیم بہت عمدہ طور پر ہوتی ہی۔ ان امور میں کوئی دقیقہ حتی الوسع فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ اس کے متعلق زنانہ کام بھی بڑی خوبی اور کامیابی سے زیر نگرانی مسز گلفورڈ اور مسز کانشی ناتھ ہو رہا ہے۔ یہانکے جذامی مسیحیکے روحانی چال چلن بھی جیسا کہ رپورٹ ہذا سے معلوم ہوتا ہی دیگر ہندو مسلمان جذامی بہت جا بجا ہیں



ہند میں مسیحیت کی آیندہ حالت کیا ہوگی؟

گذشتہ پرچہ میں ہمنے اس امر کا ذکر کیا تھا کہ ہند میں مسیحی مذہب کی کوششوں کے براہ راست اور ظاہری نتائج کیا ہیں؟ مگر اب سوال یہہ ہے کہ اس کے غیر مرئی نتائج کیا ہیں؟ اگر خمیر کی تمثیل سے کچھ تعلیم نکل سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ خدا کی بادشاہت ایک غیر مرئی۔ اندرونی اور بے نظر شے ہے۔ چونکہ یہہ اصول اندر سے عمل کر کام کرتا ہے اس لئے اس کی ترقی کا اندازہ ویسی ہی نتائج سے نہیں لگ سکتا۔ اسکی طاقت اور اثر سوسائٹی پر پڑتی ہوئی ویسے ہی نظر آتی ہیں جیسے اُس کے ممبران پر جبکہ وہ علانیہ بحیثیت ممبر اپنا نام درج رجسٹر کراتے ہیں۔ ہندوستان میں مسیحیت کی خمیرہ کر دینے والی تاثیر بڑے زور کے ساتھ اپنا عمل کر رہی ہے۔ مسیحیت نے ہند میں انسان کے اندر ایک نئی روح پھونک دی ہے جس سے چال چلن کی تبدیلی ہوگئی۔ اس امر کو بھی نظرانداز نہ کرنا چاہئے کہ مسیحی مذہب کی تاثیر ہندوستان پر ایک اور بڑے زور مسئلہ سے ظاہر ہو سکتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ مسیحی مذہب وہ بڑا ذریعہ ہے جس سے سلطنت برطانیہ کی بڑی مہذب طاقت اپنا اثر ہندوستان پر ڈال رہی ہے۔ کون اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ گورنمنٹ کے بنیادی اصول کا ماخذ اور قدرت مسیحی دین ہے؟ جب ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ سرکار انگلشیہ نے اُن خرابیوں کا انسداد کر دیا جو ہندو مذہب میں شیر و شکر کی طرح مخلوط تھیں تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا موجب مسیحی طاقت اور تاثیر ہی ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ستی کی رسم کا انسداد۔ اور ادنیٰ لوگوں کو ذات پات کے دباؤ سے آزاد کرنا۔ اور نو مریدوں کو اُن کے حقوق جائداد پر بحال کرنا اور دیگر اسی قسم کے کام صرف مشنریوں ہی کی سعی بلیغ اور جانکاہی کا نتیجہ ہیں۔ ہندوستان کی سرکار نے "اُن احسانات کا جو مشنریوں کی رفاہ عام کوششوں سے وقوع میں آئیں" بار بار اقرار کیا ہے۔ اس سے برطانوی حکومت ایک کثیر آبادی کی معیوب زندگی میں ایک نئی قوت پڑ رہی ہے جس سے لوگ اُس بڑی حکومت کے لائق آدمی اور اہل شہر بنتے جا رہے ہیں جنکے ماتحت آباد قیام رکھتے ہیں۔ یورپ جدید کو بھی مسیحی مذہب ہی نے ہدایت کی اور بیدار کر دیا ہے۔ اور ہندوستان میں بھی مسیحیت ہی مجلسی ترقی اور قومی انگلستان کو اعلیٰ منزل تک پہنچا دیا ہے۔ مجلسی اصلاح کے بارے میں یہاں کے باشندے مسیحی آیڈلس ہی کے ذریعہ سے ایسے طور پر نور اور ہدایت پا رہے ہیں کہ انکو خبر تک نہیں۔ اخوت کی تعلیم ایسے طور پر عزت کی نگاہوں سے دیکھی جا رہی ہے کہ قبل اس کے کبھی نہ تھی۔ اور رائے زنی کی خاطر بھی یہی بیرق استعمال کئے جاتے ہیں جن کے وسیلہ سے گورنمنٹ کے بعض قوانین کی تنقید کیجاتی ہے۔ ہندو مذہب کا دارومدار ذات پر ہے مگر مشنریوں کی تقلید سے اعلیٰ درجہ کے لوگ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی حالت کو ترقی دینے میں کوشش کر رہے ہیں۔ ایک موقع پر ایک ہندی شہزادہ یعنی گائیکواڑ آف بڑودہ نے اس امر کو علانیہ پیش کر کے کہ ذات پات ہی کا مسئلہ ہندوستان کی ترقی کا سب سے بڑا سدراہ ہے راسخ الاعتقاد ہندوؤں کے سامنے بڑی بھاری روک ڈالدی۔

مسیحیت کی ایک اور فوقیت یہہ ہے کہ تعلیم اور اس کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ہندوستان میں تعلیم کا آغاز اور بنیاد بھی مشنریوں ہی سے ڈالی گئی۔ باشندگان ہند کے لئے کوئی امر ایسا مفید نہیں پڑا جیسا کہ تعلیم کا انگریزی سسٹم جسکو وہ گذشتہ نصف صدی سے قبول کئے ہوئے ہیں۔ اور موجودہ حالت کے اندر تعلیم کے بارے میں جو کوششیں گورنمنٹ اور دیگر پرائیویٹ وسائل سے ہو رہی ہیں اس کا یہہ حق بھی مشنری صاحبان ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے انگریزی تعلیم کا سنجیدہ اور آزادانہ سلسلہ قائم اور جاری کیا ہے۔ خدا کی بادشاہت کی مقصد برآری جو اس سلسلہ تعلیم کی وساطت سے ہوتی ہے وہ کرسچین کالج مدراس۔ ولسن کالج بمبئی۔ فورمن کرسچین کالج لاہور اور ہسلوپ کالج ناگپور اور مثل ان کے دیگر مدارس و کالج کے ذریعہ سے ہو رہی ہے۔ یہہ سچ ہے کہ مشن کے کالجوں وغیرہ کی وساطت سے بہت سے لوگ مشرف بہ مسیحیت نہیں ہوئے تو بھی وہ مسیحی تصورات کے وسیلہ سے ہندو سوسائٹی کو خمیر کرنے کا تیار کرنے والا کام کر رہے ہیں۔ تمام ہندوستان میں مسیح کے بہت سے مخفی اور پوشیدہ شاگرد موجود ہیں جو اُس کو اپنا استاد قبول کرتے اور اُس کے احکام سے ہدایت پاتے ہیں۔ یہہ شاگرد عموماً وہی ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی وقت مشن کے مدرسوں یا کالجوں میں تعلیم پائی ہے۔ ماورائے اس کے تعلیم النسواں کے متعلق جو کوششیں کیجا رہی ہیں وہ سب مشن ہی کیطرف سے ہو رہی ہیں۔ اِن سے بھی مذہب اور زیادہ منزل عروج تک پہنچا ہے۔ سب سے پہلے مشنریوں ہی نے خاندانی یا زنانہ تعلیم کا سلسلہ بڑی کامیابی کے ساتھ قائم اور جاری کیا جو اس ملک کی حالت کے نہایت ہی موزوں اور مفید ہے۔ باوجود اس امر پر بڑی قیل و قال ہونے کے بھی کہ ہندو لڑکیوں کو مشن سکولوں میں بھیجنا خطرناک بات ہے مستورات کی تعلیم کی باگ ایک وسیع حد تک مشنریوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔

یہہ امر کہ مسیحی مذہب تمام ہندو مذہبی خیالات کے اندر گھسا جا رہا ہے ہر سمت سے ظاہر اور عیاں ہے۔ گذشتہ تیس سال ایک نئی مذہبی سرگرمی کے لئے مشہور ہیں اور بڑی زور آور وسیع کوششیں اس امر میں کیجا رہی ہیں کہ ہندومت کو از سر نو زندہ یا اُسکو اپنی اصلی صورت میں بحال کریں۔ قطع برید اور شرح والحاق کے لگاتار عمل کے ذریعہ نیا ہندومت بن رہا ہے۔ اور یہہ مسیحیت ہی کا چراغ تفحص ہے جس نے غیر مذاہب کے عیب اور کمیاں طشت از بام کر دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر اس نئی ہندو تحریک ہی کو لے لو جو شکاگو کی پارلیمنٹ مذاہب میں سوامی ویویکانند کے ذریعہ سے معرض عمل میں آئی۔ اس نئی تحریک کی کئی ایک صورتیں ہیں یعنی کہ مروجہ اور افسانوی ہندوازم بالکل ناکارہ اور غیر تشفی بخش ہے اور ایک ایسا مذہب ہونا چاہئے جو روحانی ہمہ اوستی کی شکل رکھتا ہو اور چال چلن کی ہدایت کے لئے اخلاق کا اعلیٰ تر معیار ہونا چاہئے۔ یہہ امر قابل ذکر ہے کہ سوامی ویویکانند کی یہہ نئی ہندو تحریک ہند میں اس انواع پر

بنی تھی کہ بہت سے امریکن ویدانتی ہوگئے ہیں۔ ہم اس بات کا صرف اسی لئے ذکر کرتے ہیں تاکہ واضح ہوجائے کہ ہند میں جو مذہبی تحریکات موجود ہیں وہ کہاں تک حب الوطنی کی روح سے متاثر ہیں۔ انہیں وجوہات سے اکثر بیدار مغز ہندو اس امر کی کوشش کررہے ہیں کہ اپنی قوم کو قومی پیمانہ اور زمانہ ماضی کی روایتوں کے مطابق از سر نو پیدا کریں۔ البتہ یہ نئی ہندو تحریکیں سب یکساں نہیں ہیں۔ مثلاً وہ تحریک جسکی بانی مسز اینی بیسنٹ ہیں اسمیں قومی غرور پایا جاتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ تمام ہندو مذہب کے ساتھ اسکو بڑی بھاری انسیت ہے وہ خیال کرتی ہے کہ میری فلاسفی خیال کے تمام سلسلوں کو متحد کرتی ہے میری بت پرستی محض علامات ہیں اور دیوی دیوتوں کے اعتقاد سے وہ ہندو مذہب کے مخفی معانی اور راز مراد لیتی ہیں۔ اگرچہ زمانہ حال کا نیا ہندومت مختلف الالوان نسیج العنکبوت ہے تو بھی اسکی تمام تاریں ایک حد تک آپسمیں مشابہت رکھتی ہیں۔ سب کی سب جاذب ہیں۔ اسکی کل شاخیں ہندو مذاق کی مداح ہیں۔ اور سبھوں کی یہی تگ و دو ہے کہ مسیحی مذہب کی اعلیٰ تعلیمات کا مطالعہ ہندومت ہی میں کریں۔ ایک ہندو مشہور ایک مضمون میں جس کا عنوان "ویدانت کی روشنی میں مسیح کی رسالت" ہے کہتا ہے کہ "مسیحیت کی حقیقی روح کے اور ہندومت کی حقیقی روح کے درمیان ادنیٰ سے ادنیٰ تفاوت بھی نہیں ہے جیسا کہ اسکی سب سے بڑی تصنیفات میں مشرح بیان ہوچکا ہے اگرچہ زمانہ کے لحاظ سے اُن ہر دو میں کمی بیشی کتنی ہی کیوں نہ ہوگئی ہوں"۔

خیال کی ایک اور دھارا ہے جو اور زیادہ براہ راست مسیحیت سے متاثر ہوئی ہے اور یہ تیسری دھارا اُن تحریکات مختلفہ بالہیات پر عکس ڈالتی ہوئی نظر آتی ہے جن کے محرک رام موہن رائے۔ کیشب چندر سین۔ سوامی دیانند سرسوتی۔ اور مغلندار ہیں۔ جو سماجیں ان مصلحین نے قائم کی ہیں وہ سب کی سب جاذب ہیں۔ وہ سب تمام مذاہب کی مقدس کتابوں سے اخذ کرتی ہیں۔ اگرچہ بائبل انکی تعلیمات کی خاص ماخذ ہے وہ سب ذات پات اور بت پرستی پر برابر فتوائے لگاتی اور ہندومت کی غیر تشفی بخش خاصیت کو پہچانتی ہیں۔ تعلیمات کے قبول کرلینے میں وہ بہت جھجکتی ہیں اس لئے مذہبی عقیدہ کم و بیش ڈانواڈول ہے۔ مگر برہمو سماج کی تمام صورتوں میں خدا کی بابت زیادہ صحیح خیال پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا ایک شخص ہے۔ اور انکی تعلیم بھی رحم الٰہی کے مسیحی خیالات سے نمدار ہے۔ برہمو سماج کے لوگ خود اس بات کے مقر ہیں کہ ہمارے عقیدہ پر مسیحیت کا بڑا اثر ہے۔ اس کے ایک مصنف کا قول ہے کہ "برہمو سماج مسیحیت اور ہندو آریاؤں کے ایمان کے اتحاد کا جائز نتیجہ ہے۔ مسیحی مذہب آیا اور ہمارے قدیم مشرقی مذہب کے ساتھ جاری ہوا۔ اور اس وقت سے ہم بڑھنے لگے"۔ آریہ سماج جو برہمو سماج کی ایک صورت ہے نہایت ہی محفوظ ہے کیونکہ اس کا اعتقاد ہے کہ ہماری بنیاد اُن مکاشفوں پر ہے جو ویدوں میں اور قدرت میں موجود ہے۔

لیکن ہند میں جو زمانہ حال کی مذہبی تحریکات موجود ہیں ان کا رخ مسیحی مذہب کی طرف خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر ایک امر تو ظاہر ہے کہ مسیح کی شخصیت کا مسئلہ باشندگان ہند کے دل و ذہن میں ایسے بڑھنے والی طاقت کے ساتھ اپنا گھر کررہا ہے کہ جسکی مخالفت نہیں ہوسکتی۔ ایک وقت تھا جبکہ مسیح کا یہی نام بنظر حقارت دیکھا جاتا تھا مگر اب اس نام کے برابر کسی اور نام کی توقیر نہیں ہے۔ اور ہندو تعلیمیافتگان کی ایک اوسط تعداد مسیح کی بڑی مداح ہے۔ ایک بڑا مشہور و معروف ہندی مصنف ایک ماہواری رسالہ میں "ہند میں مسیحیت کی آیندہ حالت" کے مضمون پر بحث کرتے ہوئے کہتا ہے "اگرچہ ہندوستان کے باشندگان ہرگز مسیحی نہ ہو جاوینگے تو بھی انہوں نے مسیح کو رد نہیں کردیا ہے۔ وہ عملی اخلاق کی تعلیم کے بڑے نمونہ کی حیثیت سے ہندو تعلیمیافتہ لوگوں کے دلوں میں گھر کرگیا ہوا ہے"۔

ہماری دانست میں ہمنے اس امر کو ظاہر کرنے میں کافی واقعات کا بیان کردیا ہے کہ مسیحی مذہب کا خمیر ہند میں عملی طور پر اپنا کام کررہا ہے۔ ہندوستان کے غلط عقاید اور غلط فلاسفی متزلزل ہوگئی ہے۔ اور تحقیقات کی روح اور سنجیدہ خیال ترقی کرتے جارہے ہیں مسیح ہندوستان کے میدان میں داخل ہوگیا اور ایک بڑی بھاری حقیقت شمار ہورہا ہے۔ ہندو اور مسیحی مذاہب میں جو جنگ ہورہی ہے وہ دراصل حب الوطنی کی جنگ ہے۔ اور نتیجہ اس کا بالضرور نکلیگا۔ جو حکومت مخفی طور پر بڑھتی چلی جاتی ہے اس سے ایک جلیل القدر مکاشفہ کے لئے تیاری ہو رہی ہے اور آفتاب صداقت جس کے پنکھوں میں شفا ہے ہندوستان کے پہاڑوں پر سے اپنی کرنیں چمکارہا ہے اور رفتہ رفتہ بڑھتا اور پھیلتا اور چمکتا جائیگا تاوقتیکہ ان سمت الراس تک پہنچ جائے۔

امریکہ میں مسیحیت ایک ہندوستانی سیاح کا بیان ہے کہ عالم اس بات کو جانتا ہے کہ امریکہ ایک مسیحی ملک اور سلطنت ہے۔ اور شاید بادی النظر میں اس امر کا اظہار فضول سمجھا جائے کہ امریکہ کی مسیحیت کا حال بیان ہو مگر اپنے ہندوستانی بھائیوں کی واقفیت کی خاطر اور نیز اُن لوگوں کی صحت رائے کی خاطر جو کہتے ہیں کہ امریکہ میں حد درجہ کی شرارت ہوتی ہے اور کہ وہاں پر آریہ مت یا مرزائی مذہب پھیلتا جارہا ہے اور لوگ مسیحیت کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ یہ امر ایک حد تک ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کی مسیحیت کا کچھ حال مگر نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے اس سوال کا جواب کہ امریکہ کس حد تک مسیحی ملک ہے بصوبجات متحدہ امریکہ کی سوپریم کورٹ (عدالت عالیہ) کے جسٹس ڈیوڈ جے بریور صاحب کی کتاب موسومہ "صوبجات متحدہ ایک مسیحی سٹیٹس ہے" سے اور نیز ایک ہندوستانی سیاح کے بیان سے بخوبی روشن ہوجاتا ہے۔ مصنف کتاب ہذا کا بیان ہے کہ اگرچہ صوبجات متحدہ کی سلطنت باین نظر کہ وہ ایک قانونی تقرر ہے تمام مذاہب سے آزاد ہے تسپر بھی یہ قوم بحیثیت مجموعی مرتکا مسیحی ہے۔ اول تو مسیحی مذہب وہ اول سبب تھا جسکی وجہ

امریکن زمین پر پہلی بستی قائم ہوئی - اسکی کل آبادی کا ۱/۲ بااقرار مسیحی مذہب کے پیرو ہیں اور کسی نہ کسی مسیحی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور قریباً ۳/۴ شہر کا کے نئے گرجوں میں سمائی ہے - تعلیمی مرکز اکثر مسیحیوں ہی کی زیر حکومت ہیں - اور ان مرکزوں اور دار العلوم میں بھی کوئی ایسی بات پائی نہیں جاتی جس سے ظاہر ہو کہ اس ملک میں مسیحیت کے سوائے کوئی اور مذہب بھی ہے - مسٹر جسٹس بریور صاحب کہتے ہیں کہ کلیسیا اور سلطنت میں جو فرق یا تفاوت ہے وہ فی نفسہٖ اس امر پر دال ہے کہ مسیحی دین اس ملک کا مذہب ہے - کیونکہ مسیحی دین کا خاص تصور یہ ہے کہ انسان اور اُس کے خالق کے درمیان ایک شخصی رشتہ ہے جس پر انسانی حکومت کا اختیار نہیں بلکہ وہ آزاد ہے - امریکہ کے شہروں خصوصاً بڑے بڑے شہروں کے گرجوں کی عمارتیں عموماً بڑی بڑی اور عظیم الشان ہیں جنکی نظیر دیگر دنیاوی مقاصد کی عمارتوں میں پائی نہیں جاتی - بہت صورتوں میں وہ صرف ایک ہی شخص کے عطیہ سے تعمیر کی گئی ہیں کیونکہ یہ ملک لکھ پتیوں کا مالک ہے - ان گرجوں کی عبادتوں میں علم موسیقی خاص جز اور خوبی رکھتا ہے - اور اُن گرجوں میں جنکی کلیسیائیں بڑی متمول ہیں موسیقی دان لوگوں کو عبادت کے وقت بڑی بڑی اجرت دیکر عبادت میں بلایا اور شریک کیا جاتا ہے گویوں کا یہ پیشہ ہی ہو رہا ہے - نیویارک کی متمول کلیسیا کی طرف سے تو گانیوالوں پر ہر اتوار ایک ہزار روپیہ سے کم خرچ نہیں ہوا کرتا - الغرض گانا بجانا امریکہ کے گرجوں میں ایسی خوش اسلوبی اور تزک و شان اور علمیت کے ساتھ ہوتا ہے کہ عبادت اس سے نہایت موثر اور دلکش اور سنجیدہ ہو جاتی ہے - لہٰذا گانا اور بجانا امریکن یونیورسٹیوں اور کالجوں کی خاص تعلیمی صورتیں ہیں جس سے جماعتی گانے بجانے کا کام نہایت مفید اور موثر ہوتا ہے - یہاں کی کلیسیاؤں کے خادمان دین بڑے مشہور اور تعلیم یافتہ اور بارعب و عزت ہیں - قوم خواہ مخواہ انکی عزت و توقیر کرتی ہے - وہ سوشل اور پولیٹکل تحریکات میں اعلیٰ ترین حصہ لیتے ہیں اور پبلک رائے زنی میں انکا بڑا اثر ہے - دینی و دنیاوی تعلیم اُن کو نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر ملتی ہے کیونکہ تھیولاجیکل سیمنریاں اور دیگر بڑے بڑے کالج تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں - اور بڑی ترتیب اور شان و شوکت سے چلتے ہیں منجملہ دیگر تھیولاجیکل سیمنریاں کے یونین تھیولاجیکل سیمنری سب سے اعلیٰ درجہ کی ہے جسکے پرنسپل ڈاکٹر کتھبرٹ ہال صاحب نامور اور متعین ہیں جنکی دھاک ہند میں بھی پڑی ہوئی ہے اس سیمنری کے سٹاف کے پروفیسران شہرت اور علمیت میں شہرۂ آفاق ہیں اور ایسے اعلیٰ مرتبہ اور علم کے آدمی ہیں کہ انکی مشہوری سنکر لوگ آکسفورڈ اور کیمبرج سے بھی کھینچ کر یہیں پڑھنے آتے ہیں یال اور پرنسٹن اور دیگر یونیورسٹیوں کی تھیولاجیکل سیمنریاں بھی ایسی ہی مشہور ہیں جیسے کہ یونین تھیولاجیکل سیمنری ہے - اور ان سیمنریوں کے پروفیسران کا کام دنیا میں حیرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے -

کلیسیاؤں کے عظام نہ صرف لیاقت اور ثروت ہی میں یگانہ ہیں بلکہ وہ روحانی طاقت میں بھی اعلیٰ و افضل ہیں سیاح مذکور کہتا ہے کہ مجھے نیویارک اور دیگر مقامات کے گرجوں میں عبادت کے وقت شریک ہونے کا موقع نصیب ہوا اور مجھے اس لیاقت اور سنجیدگی کا نہایت ہی بڑا اثر ہوا جس سے کہ انجیل کا پیغام خادمان دین بڑی بڑی جماہیر سامعین کے روبرو پیش کیا کرتے ہیں - امریکہ کے عیسائیوں کی جد و جہد کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کے اندر حد درجہ کا اتحاد جاری و ساری ہے جس سے ایپسکوپل اور کیتھولک کلیسیائیں ہرگز مستثنےٰ نہیں ہیں - اور اس یگانگت کی روح کا اثر لوگوں پر ایسا عالمگیر اور مضبوط ہے کہ وہ ہر قسم کی دینی جماعتوں کی حمایت اور امداد کرتے رہتے ہیں مثلاً وائی - ایم - سی - اے وغیرہ کی - وائی - ایم - سی - اے قوم کی زندگی کا جزو لاینفک ہے مجھے ایک دفعہ والڈارف اسٹور ہوٹل میں انٹرنیشنل کمیٹی کی سالانہ ضیافت کے شرف حاصل کرنے کا اتفاق ہوا جس میں اس ملک کے بڑے بڑے تجاروں - بنکروں - قانون دانوں - ایڈیٹروں - سررشتہ تعلیم کے پریذیڈنٹوں - حکام اور مدبران کی قریب ۱۵۰۰ آدمیوں کی جماعت تھی - بڑے بڑے درس اور لکچر دیئے گئے اور اس کے متعلق ہر شاخ کی کارروائیاں پڑھی گئیں جن سے میرے اندر بڑی بھاری تحریک ہوئی ٭

(ریجن ٹرسٹ)

مسیحی کارندوں کیلئے ہدایتیں - ۷ جماعت کے لئے سوالات -

مطالعہ بالا اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم بڑی سرگرمی سے اپنا امتحان کریں - دیگر بنی آدم کی ضرورتوں کو محسوس کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنی ضرورتوں کو محسوس کریں کسی مرض کے علاج کے لئے عمدہ نسخہ تجویز کرنے سے پیشتر ضروری ہے کہ مرض کی تشخیص بخوبی کی جاوے - ہر ذاتی کارندے کو بنی آدم کی ضروریات کے متعلق سچائی کو اچھی طرح سے جاننا ضروری ہے (دیکھو یوحنا ۱۶: ۸) اس غرض کے لئے ہم ہلز کی تدریس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں ٭

(۱) مسیح کا تمثیل مندرجہ لوقا ۱۵ باب کہلانے کا کیا مقصد تھا ؟ مسیح کے زمانے میں خدا کی نسبت عام خیال کیا تھا ؟ مسیح کے پیروؤں نے کس طرح باپ کی والدیت کے خیال کو پسند کیا ؟ اس سچائی سے انکو کیا فائدہ حاصل ہوا ؟ اس سے تمکو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے ؟

(۲) تم کھوئی ہوئی جان کا کیسا فوٹو دکھلا سکتے ہو ؟ پولوس کی فیلسوفی انسان کی کھوئی ہوئی حالت کی نسبت کیا ہے ؟ اس شخص کو جو کھویا ہوا ہے مسیح کی ضرورت کی حقیقت کس طرح دکھلا سکتے ہو ؟

(۳) اس سبق میں کونسے الفاظ ہیں جو چیزوں کی ایک ہی خاصیت ظاہر کرتے ہیں ؟ گناہ اور جرم میں کس طرح فرق کر سکتے ہو ؟ کیا تم اپنے گناہ کے سبب اپنی لاچاری کو محسوس کرتے ہو ؟

(۴) تمہارے خیال میں گناہ کی غلامی کا کیا سبب ہے ؟ کیوں اُس آدمی کی حالت باوجودیکہ اُس کے پاس اور بہت سی چیزیں ہیں گناہ کا غلام ہونے کے سبب بہت

ہی قابل رحم ہے؟ گناہ کہاں تک موت کو پیدا کرتا ہے؟

(۵) لفظ آزمائش اپنے وسیع معنوں میں کونسی باتیں شامل رکھتی ہے؟ مسیح کیوں آزمائش سے آزاد نہیں؟ مخالف طاقتوں کے ساتھ جنگ کرنے سے کونسی برکتیں حاصل ہوتی ہیں؟

(۶) بیان کرو کہ مسیحی زندگی کی فیلسوفی ایک مبتدی کے تجربہ میں کسطرح پائی جاتی ہے؟ جبکہ مذکورہ بالا امورات میں سے ہر ایک پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ عموماً انسان کو مسیح کی ضرورت ظاہر کرتے ہیں۔ کیا ان باتوں کے پڑھنے سے تم کو اپنی ضرورت زیادہ محسوس ہونے لگی ہے؟ اگر نہیں تو اسکی وجہ کیا ہے؟

دعا۔ اے مسیح! میں اپنی ضرورتوں کے لئے تجھ ہی کو پکارتا ہوں۔ میری تمام ہر روزہ احتیاجوں کو پورا کر اور مجھے سکھلا کہ میں کسطرح لوگوں کو دکھلا سکوں کہ اُن کو تیری کیسی ضرورت ہے ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے ریل کی

پٹری پر چلانے کے لئے ایک موٹر کار منگوائی ہے جو ۴۴ فٹ ۱۲ انچ لمبی ہے۔ اسمیں گیس کی روشنی ہوتی ہے۔ اس گاڑی میں ۴۲ مسافر سوار ہو سکتے ہیں۔ ۵ درجہ اول ۵ درجہ دوم اور ۳۲ درجہ سوئم میں۔ ایک کمرہ مسافروں کے اسباب کے لئے علیحدہ ہے بوقت ضرورت یہہ موٹر کار درجہ سوم کی گاڑی کو بھی دھکیل سکتی ہے۔ بطور آزمائش ایک دن یہہ گاڑی لاہور سے جلو تک چلائی گئی۔ اسمیں صاحب منیجر اور ٹریفک والوکو سپرنٹنڈنٹ سوار تھے۔ تجویز ہے کہ یہہ گاڑی جموں اور وزیر آباد کے درمیان روزانہ چلائی جائے ؛

لودیانہ بارش خاصی ہو گئی ہے اور فصل کو کچھ قدرے فائدہ ہونے کی امید ہے اور غلہ جو گران ہو رہا تھا۔ رو بارزانی ہے اور بیماری وغیرہ سے فضل ہے ؛

مراسلات

نمبر (۲۳)

وحشی صرف اس کے لئے جیتا ہے وہ آج تو ناک تک پیٹ بھر لیگا۔ اور ایک ہفتہ تک بھوکا مریگا بعض نوکری پیشوں کی بھی یہی وحشی خصلت معلوم دیتی ہے وہ کرایہ کے گھروں میں رہتے ہیں اور مشکل وقتوں کے لئے جب تنخواہ تھوڑی ہے یا جب کوئی کام نہیں مل سکتا کچھ رکھ نہیں چھوڑتے تاہم جبتک اُن کو اچھی تنخواہ ملتی ہے تو وہ زمین کی چکنائی پر زندگی بسر کرتے ہیں ہر روز بھنا ہوا گوشت اور عمدہ کباب ہر کھانے پر نئیر مرپات کو خشک وتر میوے جیلی ملائی کی برف اور مربے وغیرہ کھاتے ہیں جبکہ اور جو لوگ اپنے ہی گھروں میں رہتے اور ان سے زیادہ اور باقاعدہ تنخواہ کماتے ہیں ان چیزوں کو سوائے ضیافت کے موقعوں کے استعمال کرنے کا مقدور نہیں رکھتے ہیں میں ان نوکری پیشہ لوگوں کے درمیان جہاں رہتا ہوں بہت سے لوازمات گوشت اور پھل کی قسم سے بکتے ہوئے دیکھتا ہوں اور بعض دفعہ تعجب کرتا ہوں کہ کون ان چیزوں کو خریدنے کا مقدور رکھتا ہے بہت سی سادی اور مقوی غذا لاؤ تجربہ سے دریافت کرو کہ فلانی قیمت پر کس قسم کی سب سے زیادہ مقوی غذا مل سکتی ہے قیمتوں کا ملاحظہ کرو اور جب کوئی چیز قیمت سے زیادہ بڑھ گئی ہے تو اُسے مت خریدو ؛

کفایت کے ساتھ اور بدسلیقہ طور پر کپڑا پہننا کسی صورت سے ایک ہی بات نہیں ہے میں چند بیبیوں کو جانتا ہوں جن کی نسبت بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ کپڑا پہننے میں بڑی فضول خرچ ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ بڑی کفایت شعار ہیں۔ وہ پرانی پوشاک پر پیوند لگانے میں ایسی ماہر ہیں کہ وہ بالکل نئی پوشاک کی مانند نظر آتی ہے یا وہ ایک بہت اچھی پوشاک بنا لیتی ہیں جو عرصے تک چلتی ہے

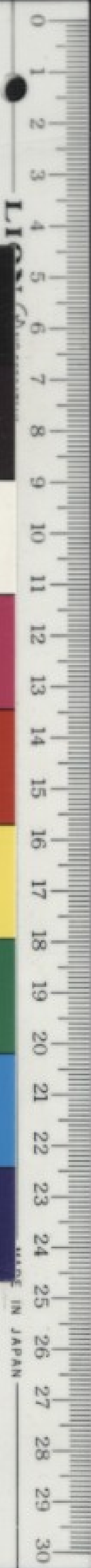
اس صورت میں بہت بچت ہو سکتی ہے۔ اس ہی قاعدے کے بموجب ایک سمجھدار عورت چند سادہ اور سستی چیزوں سے بہت مزہ دار کھانا تیار کر سکتی ہے ؛

بعض لوگ جنکے پاس اپنا گھر نہیں بہت سا روپیہ اسباب خریدنے میں بے فائدہ صرف کر دیتے ہیں اور شاید کچھ عرصے کے بعد انکو وہاں سے چلا جانا پڑتا ہے۔ اور اس اسباب کو جتنے پر خریدا ہے۔ اس کے آدھے سے بھی کم دام پہنچا پڑتا ہے وہ جو بڑے شہروں میں رہتے ہیں۔ بہت سا خانگی اسباب بہت سستی قیمت پر یا نیلام میں خرید سکتے ہیں۔ لیکن ہرگز کوئی چیز سستی سمجھکر نہ خریدو جب تک کہ تمہیں اُس کی ضرورت نہ ہو یا یقین نہ ہو کہ کچھ عرصہ کے بعد تمہیں اسکی ضرورت پڑیگی۔ ایک شخص کی بیوی نیلاموں میں جاتی اور سستی سستی چیزیں اس بہانے سے خرید لاتی تھی کہ گھر میں انکی ضرورت نکل آئیگی۔ اُس آدمی نے اُسکی عادت کو اس طرح پر چھڑایا۔ کہ ایک استعمال کیا ہوا کفن گھر پر خرید لایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ کسی وقت ہمیں اس کی ضرورت پڑیگی ؛

کوئی مرد اور عورت جو ذرا بھی ہوشیار ہوں پرانے صندوقوں اور ایسے اسباب کی بہت سی چیزیں بنا سکتے ہیں۔ اور انہیں سستے کپڑے سے ڈھکر بہت سا روپیہ بچا سکتے ہیں ؛

اسباب کی کوئی چیز ایسی خوشنما نہیں جیسا وہ چھوٹا صاف ستھرا گھر جو خود تمہارا ہی ہو۔ جبتک کہ تم اسکو حاصل نہ کر لو اور اس کی قیمت ادا نہ کر لو۔ اسباب کے اوپر بہت خرچ نہ کرو ؛

ایک چھوٹا سا جملہ ہے جو امریکہ کی نسبت انگلستان میں زیادہ سنا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اہل امریکہ اس سے ڈرتے ہیں وہ جملہ یہہ ہے "مجھ میں اسکی گنجائش نہیں" ہے اگر تم سیکھ لو کہ یہہ الفاظ کسوقت بولے جاویں اور اگر دلیری کیساتھ اپنا سر اٹھا کر انہیں بولو تو تمنے دنیا میں ترقی کرنے کا ایک بڑا بھاری بھید سمجھ لیا ہے ؛



عشق الٰہی ۵

خداوند فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں پیار کیا۔ (ملاکی ۱/۲)

جبتک کسی کے پیار کا ثبوت کاموں سے نظر نہ آوے تب تک کوئی ہزار کہے کہ میں پیار کرتا ہوں۔ کون یقین کر سکتا ہے۔ اور تعالٰی جو کہ صادق القول ہے۔ فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں پیار کیا۔ تو ضرور ہے کہ اُس کے قول کی صداقت اسکے کاموں سے ملے۔

پھر میں اس کے پیار کا ثبوت ہر حرکت میں ہے۔ ہماری انسانی ہستی اور اُس کا قیام الٰہی پیار کو ثابت کرتے ہیں۔ انسانی احتیاج کا ضرورت کے وقت پورا ہونا۔ زندگی اور تندرستی کا ملنا سردی۔ گرمی۔ برسات۔ بہار کے موسموں کا وقت پر ہونا۔ ہوا پانی اور طرح طرح کی نعمتیں ملنا۔ کیا یہہ سب اُس کے پیار کا ثبوت نہیں۔ اگر وقت پر انہیں سے ہمکو کوئی چیز نہ ملے۔ اسوقت اپنی حالت کو دیکھنا چاہئے۔ فرض کرو۔ کہ ہم کسی لق ودق میدان میں سخت گرمی کے وقت بھٹک رہے ہوں۔ اور مارے پیاس کے حلق خشک اور زبان پر کانٹے پڑتے جاتے ہوں۔ اور پانی کا کہیں نام ونشان نظر نہ آتا ہو۔ اس وقت ہماری کیا حالت ہوگی۔ ایسی حالت کا خیال آتے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اُس حالت میں مارے پیاس کے جبکہ حالت جان کندنی تک پہنچ جائے۔ عین اسی وقت کوئی قافلہ اُدھر سے آنکلے۔ اور ہماری ردی حالت دیکھ کر اپنا مشکیزہ کھول ہمارے منہ میں پانی ڈالے۔ تو کیا وہ پانی ہمارے واسطے آبِ حیات سے کم ہوگا۔ کیا اُس وقت آپ یہہ نہ کہینگے۔ کہ سچ مچ خدا نے ہمیں پیار کیا۔

اگرچہ ہم خیال نہیں کرتے تاہم اسی طرح روز مرہ خداتعالٰی ایسی نعمتیں بافراط بخشتا ہے۔ پر افسوس کہ ہم انکی مطلق قدر نہیں کرتے۔ چونکہ ہم ناسپاس ہیں۔ جھٹ یہہ بات کہنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کہ یہہ کام اور یہہ نعمتیں خدا کے پیار کا ثبوت نہیں ہو سکتیں۔ یہہ تو صرف اس کی پروردگاری ہے۔ اور اس میں ہماری خصوصیت ہی کیا ہے۔ اپنی تمام مخلوقات کے ساتھ اس کا ایسا ہی سلوک ہے۔ بکتے۔ بلبل گدھے گھوڑوں۔ تمام حیوانات کے ساتھ اس کی پروردگاری کا انتظام ایسا ہی ہے۔ یہہ ہے تو سچ۔ مگر ان سب مخلوقات اور حیوانات کی سلامتی صرف اُسی پیار کی وجہ سے ہے۔ جو وہ انسان سے رکھتا ہے۔ کیونکہ کل حیوانات۔ نباتات۔ جمادات اُس نے صرف انسان ہی کیواسطے پیدا کی ہیں۔ اور انسان کو صرف اپنے واسطے۔ اس لئے ان سب کی حفاظت انسانی پیار کی وجہ سے ہوئی۔

اچھا ہم ایسے معترض کی خاطر ان لیتے ہیں کہ اس پیار میں انسان کی کوئی خصوصیت نہیں۔ تمام مخلوقات میں یہہ بھی شامل ہے۔ لیکن میں آپکو بتلاتا ہوں۔ کہ یقیناً اُس نے اپنی عام پروردگاری سے بڑھکر خاص انسان ہی کو پیار کیا ہے اور وہ ایسا پیار ہے۔ کہ جس میں سے فرشتوں کو بھی حصہ نصیب نہیں جس طرح وہ ہمکو ضرورت اور مصیبت کے وقت جسمانی نعمتیں اور آرام بخشتا ہے۔ اُسی طرح ہماری روحانی بھوک اور پیاس۔ روحانی دکھ اور بیماری۔ تاریکی اور خواری۔ ان سب عوارض کو دور کرکے ان کے عوض وہ روحانی آرام وصحت۔ سیری ونور بخشتا۔ جس سے اور یہ نہ صرف خدا کے عام پیار ہی کا ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ ہم سے خدا کا پیار عشق کے درجہ تک ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ

جب ہم اپنی بغاوتوں اور بدیوں کی وجہ سے درگاہ الٰہی سے مردود ہوکر جہنم کے وارث ہو رہے تھے۔ تو اُس نے اپنا عزیز اکلوتا فرزند ہمکو بخشدیا۔ جو نور وزندگی حق۔ آبِ حیوان اور نانِ بقا۔ راہ حیات۔ درخت اور شجرۃ الحیاۃ۔ ابن عمانوایل خدائے مجسم ہمارے درمیان آگر رہا۔ اور ہم بدبختوں کے طرح بہلا کئے۔ اب ذرا دیر کیواسطے آپ اس پر غور کریں کہ وہ ابن اللہ جو جو نعمتیں لیکر اور خود انسان بنکر ہم کمبخت گنہگاروں کے ہاں آیا۔ اگر ان نعمتوں میں سے ایک چیز بھی وقت پر ہمکو نہ ملے۔ تو ہماری زندگی کا کیا حال ہو۔ سچ مچ خدا نے ہمکو پیار کیا۔ بلکہ خدا نے ہمکو ایسا پیار کیا۔ کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے۔ ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔ اُس الٰہی بیٹے نے دنیا میں آکر خدا کے پیار کا ثبوت اپنی جان قربان کرنے سے دیا۔ ہمکو شیطان کی قید سے چھڑایا۔ موت سے آزاد کیا۔ گناہ کی غلامی سے رہائی دلائی اُسی کو جس نے ہمکو پیار کیا۔ اور اپنے لہو سے ہمکو ہمارے گناہوں سے دھو ڈالا۔ اور ہمکو بادشاہ اور کاہن خدا اور اپنے باپ کے بنایا۔ جلال اور قدرت ابد تک اُس کو ہے۔ (مکاشفات ۱/۵) اُس نے آپ ہمارے بدلے شریعت کا غلام ہوکر ہمکو شریعت کی غلامی سے آزاد کیا۔ نہ صرف یہہ بلکہ اُس کے اُس عجیب پیار کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اُس نے ہمکو خاک اور مزبلے سے اٹھاکر آسمان تک بلند کیا اور خدا کے فرزند بنا دیا۔ اللہ رے تیری شان اور تیری محبت؛

تواریخی واقعہ ہے کہ شاہ خورس کسی ملک پر چڑھائی لیکے وہاں کے جوان بادشاہ اور اسکی خوبصورت ملکہ اور اسکے شہزادے کو گرفتار کرکے اپنے ملک میں لے آیا۔ اور زندان میں ڈالدیا۔ ایک دن شاہ خورس قیدخانہ میں اس قیدی بادشاہ کے دیکھنے کو آیا۔ عندالملاقات شاہ خورس نے اُس سے کہا۔ کہ اگر میں تجھے چھوڑ دوں۔ تو تو مجھے کیا دیگا۔ قیدی نے کہا۔ کہ آدھا ملک تجھے دیدوں گا؛

خورس۔ اگر تیرے شہزادہ کو چھوڑ دوں۔ تو

قیدی۔ تو سارا ملک تیری نذر کر دونگا۔

خورس۔ جو تیری ملکہ کو چھوڑ دوں۔ تو

قیدی۔ اس تیری مہربانی کے عوض زندگی بھر تیرا غلام رہونگا۔

شاہ خورس اُس کے جوابوں سے ایسا خوش ہوا کہ اسکو آزاد کر دیا۔ اُس کا ملک اُسے واپس دیا۔ اور بڑی عزت وشان۔ اور انعام واکرام سے اُسے رخصت کیا جب وہ آزاد ہوکر شاہ خورش سے رخصت ہوگئے تو راہ میں اس جوان نے

اپنی ملکہ سے پوچھا۔ کہ کیا تونے خورس کو دیکھا۔ کیسا خوبصورت مہربان اور خوش مزاج ہے۔ شہزادی نے جواب دیا کہ میں نے اسکو نہیں دیکھا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہی تھا جو قید خانہ میں ہمارے پاس آیا جو مجھسے باتیں کرتا تھا جس نے ہمیں آزاد کیا۔ ملکہ نے کہا کہ پہلے تو میں نے اسکو دیکھا۔ لیکن جب تونے میری رہائی کے عوض زندگی بھر اس کا غلام ہونا منظور کیا۔ تو میری آنکھوں میں محبت کے ایسے آنسو بھر آئے۔ کہ تیرے سوا مجھے کچھ نظر نہ آتا تھا۔

اب غور کرو۔ کہ کیا اس سے کم محبت ہم سے مسیح نے کی ہماری ابدی رہائی کے عوض اُس نے غلام ہونا قبول کیا۔ اس نے ہمارے لئے خادم کی صورت پکڑی۔ کیا اس کی اس محبت کے سامنے دنیا اندھیری ہے۔ دنیا ہمکو نظر آتی ہے۔ ہم دنیا کو اور اسکی خوبیوں کو دیکھ رہے ہیں۔ یا مسیح کو۔ ہم دنیا کے دلدادہ ہیں یا مسیح کے۔ کیا خدا کے اس عجیب پیار کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ واقعی خدا نے ہمکو ایسا پیار کیا۔ کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشدیا۔ کیا اُس کے عوض ہم دنیا کو چھوڑکر اور دنیا کی شان و شوکت کو ترک کرکے۔ یا ان دنیا و مافیہا سے اندھے ہو کر خدا کو پیار کرتے ہیں۔ کیا ہم اُس کے عجیب پیار کی وجہ سے اسکو شان کے لائق اسکو عزت کی نگاہ اور عشق کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کیا وہ ہمکو یہہ تو نہیں کہتا کہ بیٹا اپنے باپ کی اور نوکر اپنے آقا کی تعظیم کرتا ہے۔ پس اگر میں باپ ہوں تو میری عزت کہاں۔ اور اگر آقا ہوں تو میرا خوف کہاں۔ کیا وہ ہم سے سوال کرتا ہے۔ کہ تو مجھے پیار کرتا ہے اور پطرس کی طرح جواب دینے کو ہم تیار ہیں۔ کہ اے خداوند تو جانتا ہے کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں۔

محب کی زندگی کا مدعا یہہ ہے کہ محبوب کو خوش کرے محبوب کی شان کا خیال رکھے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم مجھے پیار کرتے ہو۔ تو میرے کلموں پر عمل کرو۔ میرے باپ کا جلال اسی میں ہے۔ کہ تم بہت میوہ لاؤ۔ چونکہ اُس نے ہمکو پیار کیا ہے۔ اور ہمارے لئے اپنی جان دی ہے۔ کیا ہم ایسے جان نثار محبوب کے واسطے اپنی جان دینے کو تیار ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک سوداگر بچہ کسی امیرزادی پر عاشق ہوا اور اپنا عشق اس پر ظاہر کیا۔ امیرزادی نے اُس سے کہا کہ اگر تو عاشق صادق ہے۔ تو اس دریا میں کود جا۔ یہہ سنتے ہی۔ معاً اس سوداگر بچہ نے دریا میں چھلانگ ماری اور ڈوب کر مر گیا۔ جب اس امیرزادی نے اُس کے عشق اور محبت کے کمال کو دیکھا۔ تو خود بھی وہیں کود کر ڈوب مری۔ المسیح نے اپنی عجیب محبت سے موت کے دریا میں غوطہ مارا اور اپنی جان پر ہر طرح کا عذاب سہا۔ تاکہ خدا کے پیار کا ثبوت دے۔ جو اُس نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پیار کیا کیا اس کے عوض ہم اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اے مسیحیو یاد رکھو۔ کہ جب تک ہم اپنی جان سے دشمنی نہ کرینگے۔ اُس کا وصال نصیب نہ ہوگا۔

ہر کس کہ جان نداد بجاناں نہ رسید

نا ریب یہہ حق و راست ہے کہ خدا نے ہمکو پیار کیا۔ کیونکہ محبوب المسیح نے کلیسیا (دلہن) کی خاطر دلہن سا بننا منظور کیا۔ وہ جو گناہ سے واقفیت نہ تھا۔ گنہگار جسم کی صورت میں ظاہر ہوا۔ کہ ہم اسکو اپنے جیسا دیکھکر بخوشی اُس سے شادی کر دیں۔ ذکر ہے کہ ایک ماہر و حسین امیرزادی تھی۔ جو کسی سے شادی نہ کرتی تھی۔ اگرچہ بڑے بڑے امیرزادے اور حسین شہزادے اُس سے شادی کے خواہشمند ہوئے مگر اُس نے کسی کو پسند نہ کیا۔ آخر ایک حسین یوسف تمثال امیرزادہ آیا۔ جسکو امیرزادی نے پسند کیا۔ لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہا کہ اگرچہ میرے جی کی خواہش ہے کہ آپ سے شادی کر لوں کیونکہ میں آپکو پسند کرتی ہوں۔ لیکن افسوس کہ باوجود پسندیدگی کے میں آپسے شادی نہیں کر سکتی۔ جوان نے افسوس سے کہا۔ کہ خیر شادی کرنا نہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ میں آپکو مجبور نہیں کرتا۔ صرف اس قدر بتا دینے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ کہ باوجود پسندیدگی کے انکار کی وجہ کیا ہے۔ امیرزادی نے کہا کہ وجہ یہہ ہے کہ لڑکپن میں ایک دفعہ میں گر گئی تھی جس کے باعث میری ٹانگ ٹوٹ گئی۔ آخر کو وہ کاٹ دینی پڑی اب میری صرف ایک ہی ٹانگ ہے۔ میں شادی اسی واسطے نہیں کرتی۔ کہ جو مجھ سے شادی کریگا۔ آخر میرے لنگڑے پن کی وجہ سے مجھے حقیر سمجھیگا۔ وہ امیرزادہ یہہ حقیقت سنکر چلا گیا۔ اور کسی نہ کسی طرح اپنی ایک ٹانگ کٹوا دی۔ صحت یاب ہوتے ہی واپس امیرزادی کے پاس آیا۔ اور کٹی ٹانگ اُسے دکھا کر کہا کہ کیا اب بھی آپکو میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار ہو سکتا ہے۔ امیرزادی اسکی محبت اور عشق کی غایت دیکھکر اب کیا کہہ سکتی تھی۔ بلا عذر شادی کر لی۔

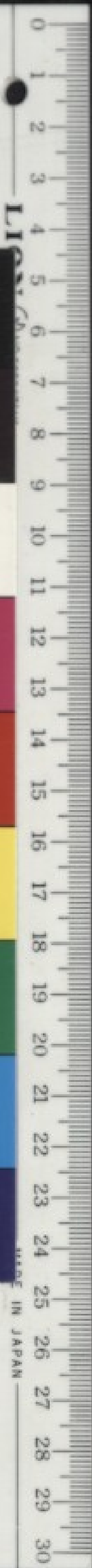
کیا اس سے کم پیار خدا کے بیٹے نے ہمکو دکھلایا ہے وہ سچ مچ ہمارے جیسا ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ تاکہ ہمکو حاصل کرے۔ اب ایسے محبوب کے واسطے جان قربان کرنی کوئی بڑی بات ہے۔ جان بھی اس کی محبت کے سامنے کیا حقیقت و قیمت رکھتی ہے۔

جان نقد محقر است حافظ
از بہر نثار خوش نباشد

اور حضرت سلیمان ابن داؤد اس عشق کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں۔

نگین کی مانند مجھے اپنے دل میں لگا رکھ۔ اور خاتم کی مانند اپنے بازو پر۔ کیونکہ عشق موت کی مانند زبردست ہے اور غیرت گور سی بے مروت ہے۔ اُس کی لوئیں آگ کی لوئیں ہیں۔ اور یہوواہ کے شعلہ کی مانند بڑا پانی عشق کو بجھا نہیں سکتا۔ اور نہ باڑھیں اُسے ڈبا سکتی ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنے گھر کا سارا مال عشق کے لئے دیتا۔ تو وہ سراسر لائق حقارت کے ٹھہرتا۔ غزل ۸ و ۶ و ۷۔

از خیالات
واعظ



نویدیہ مبازر دیتا ہے برملا
ہو خو لغات قاضی خود پشتو کی بہا
ریویو بشکل مکالمہ

سرحدی۔ کیوں صاحب پشتو کی ما اور لغات قاضی سے آپکی کیا مراد ہے ؛

مبازر۔ دریا پشتو آج ہے کیوں کوزہ ہی میں بند۔

سرحدی۔ یک نشد دو شد سوال اول کا جواب ندارد اور سوال دوم کوزہ میں بند کا موقع دید باید خوش۔

مبازر۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آجتک زبان پشتو کی کوئی لغات مرتب نہیں ہوئی جوکہ عوام الناس کے لئے یکساں فائدہ مند ہو لیس ایسی ضرورت کو محسوس کرکے جناب قاضی خیراللہ صاحب چرچ مشنری ؤ شہر ضلع پشاور نے ایک عمدہ لغات پشتو میں الموسوم بہ خیراللغات ایسی نادر مرتب فرمائی ہے جوکہ پشتو کی ماں اور دریائے در کوزہ کا ایک کافی ثبوت خود ہے۔

سرحدی۔ کیوں کوزہ ہی میں بند۔ اس کی وجہ کیا ہے ؛

مبازر۔ وجہ یہہ ہے کہ لفظ خیر فاضل مصنف کے نام نامی میں مقدم ہے پس وہی بذات خود خود وجہ اول ہی ہے وبس۔

سرحدی۔ کیا سوکھی خیر ہی خیر ہے یا کہ کچھ اور بھی

مبازر۔ اور سب کچھ بھی موجود ہے نمونہ کے طور پردو باتیں ہی کافی ہیں۔ مثلاً اول دیباچۂ مصنف جوکہ زبان پشتو کی اصلیت و بنیاد و رواج وغیرہ جملہ حالات پیشکش کرکے شائقین زبان دانی و دلدادہ گان معلومات انسانی پر وہ احسان عظیم کر دکھایا ہے کہ جو قیمت کتاب میں اکیلا خود پوری قیمت ہے۔ دوم۔ الفاظ اصلی معہ اصلی معانی فاضل مصنف نے دکھا کر اغلاط جاہلانہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے وہ الفاظ حسب ذیل ہیں۔ فارقلیط۔ کلیسا۔ روح القدس۔ ابن۔ وغیرہ۔ خوبی اس میں ہے کہ اصل لفظ۔ اصل زبان و حروف میں بھی قلمبند کرکے مغالطہ کو منقطع کر دیا ہے ؛

سرحدی۔ مصنف کی شبیہ کی کیا ضرورت تھی جوکہ کتاب میں موجود ہے۔

مبازر۔ ایسی پیاری شبیہ کے اوگر دیکھو بغور دیکھو
تو خود ظاہر ہوجاویگا عیاں را چہ بیان

سرحدی۔ اگر خیراللغات چرچ مشنری سوسائٹی کی نذر ہوتی تو نفع کثیر سوسائٹی اٹھاتی اور مصنف صاحب کی بھی ضرور قدردانی ہوتی۔

مبازر۔ یہہ تو فی الحقیقت درست ہے مگر قاضی صاحب نے بلا معاوضہ حق تصنیف خود بحق دیوان ٹھاکر سنگھ صاحب کتب فروش صدر بازار نوشہرہ مرحمت کرچکے ہیں اور دیوان صاحب موصوف ہی سے عہدہ چھپی ہوئی خیراللغات مل سکتی ہے۔

راقم

مبازر جنڈیالوی

اے۔ این۔ ایل کیٹر صاحب اسسٹنٹ کمشنر فیروزپور سے لاہور کو تبدیل ہوں گے بجائے ڈارلنگ صاحب جو کپتان نکلس صاحب کی جگہ رحمن پور جاتے ہیں۔ کپتان نکلس صاحب بطور پولیٹیکل اسسٹنٹ و کمانڈنگ۔ فوجی پولیس سرحدی ڈیرہ غازیخان کام کریں گے۔ جبکہ کپتان گاڈ سٹریم صاحب ۱۰ مارچ میں رخصت پر جائینگے ؛

ایم ایل ڈیرنگ صاحب رخصت سے واپس آنے پر ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخان مقرر ہونگے صاحب ممدوح کے آنے اور گبن صاحب کے روانہ ہونے کے درمیانی عرصہ کیلئے کپتان ایف سی نکلس صاحب علاوہ اپنے فرائض بحیثیت پولیٹیکل اسسٹنٹ بطور ڈپٹی کمشنر کام کریں گے ؛

ابا و اجداد کا مذہب

حنوک کی طرح نوح بھی بشر انجیل تھا اور مسیح کی روح نوح کے وسیلے ان قیدی روحوں میں منادی کرتی تھی جو اس اگلے زمانہ میں نافرمان تھیں جس میں خدا نوح کے وقت میں تحمل کرکے ٹھہرا رہا جب وہ کشتی تیار ہو رہی تھی جس پر سوار ہوکر تھوڑے آدمی یعنی آٹھ جانیں پانی کے وسیلے سے بچیں ا پطرس ۳ : ۱۹ و ۲۰ آیت اگرچہ ۱۲۰ برس تک طوفان کے کچھ آثار نہ تھے تو بھی نوح نے خدا کے کلام کو یقین جان کر اس طوفان سے بچنے کے لئے کشتی تیار کی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ایمان زندہ اور پھل دار تھا۔ اس کا ایمان بھی باپ دادوں کے یہوواہ الوہیم پر تھا یہہ کشتی نوح نے ایمان سے الٰہی ہدایت کے مطابق خدا کے خوف سے تیار کی اور اس راستبازی کا جو ایمان سے ملتی ہے وارث ہوا ؛

پیدائش کی کتاب کے اس بیان سے جو کشتی نوح کی بابت ہے نئے عہد نامہ کے اس بیان سے کہ کسی دوسرے سے نجات نہیں اور آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام سوائے یسوع مسیح کے نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پاسکیں ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمانہ معہ کشتی نوح کے مسیح اور اس کی کلیسیا کی پیش نشانی تھی اس وقت بھی سیر حقیقی کشتی جس کا عکس وہ کشتی تھی تیار ہو رہی ہے جو کوئی ایمان لاکر اس کشتی میں داخل ہوتا ہے۔ ابدی ہلاکت سے نجات پائیگا۔ اس لئے اس نے بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو بشیر اور بعض کو چرواہا اور استاد بنا کر دے دیا تاکہ مقدس لوگ کامل بنیں اور خدمت گذاری کا کام کیا جائے اور مسیح کا جسم یعنی کلیسیا ترقی پائے ؛

جس شخص کا ایمان نوح کے خدا پر ہے وہ دریافت کریگا کہ نوح نبی یسوع مسیح کا سچا شاگرد اور مذہب کی

بابت وہ ایک حقیقی مسیحی تھا اُس نے باپ دادوں کے خدا کی پوری پیروی کی ؛

اب ہم کو جو تمام دنیا کے باشندے اور نوح کے فرزندوں کی اولاد ہیں دریافت کرنا چاہئے کہ ہمارے بزرگ کون تھے اور دین ایمان ان کا کیا تھا جب یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ ان کا یقین وہی تھا جو بائبل بتا چکی ہے تو پھر ہم کیوں بناوٹی طریقوں کو قبول کرتے ہیں جو ان کے برخلاف ہیں۔ اور کیوں اس صراط المستقیم سے گمراہ ہیں ہم بآواز بلند تمام عالم کو یہہ دعوت دیتے ہیں کہ آؤ باپ دادوں کے قدیم عقیدہ کے پیرو ہو ویں۔

ان کا عقیدہ یہہ تھا کہ خدائے مجسم آنیوالا ہے جو عورت کی نسل کے نام سے موسوم ہے ؛

جب وہ مجسم ہوکر اس عالم ناپائدار میں خیمہ زن ہوا تو اُس نے کہا کہ راہ حق اور زندگی میں ہوں کوئی میرے وسیلے بغیر باپ کے پاس جا نہیں سکتا ؛

ہم زیادہ طویل قصہ بیان کرنا نہیں چاہتے کیونکہ ہم نے ایک مضمون بعنوان صراط المستقیم گذشتہ سال کے کسی پرچہ میں توضیح کے ساتھ بیان کر دیا تھا کہ سوا مسیحی لوگوں کے دنیا میں نہ تو کوئی کسی سیدھی راہ پر ہے اور نہ متقدمین کے ایمان سے واقف ہے ؛

الراقم

پادری لوٹامل ماناوالہ

پی جے فیگن صاحب ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور کو ایک سال اور ۲ ماہ کی مجتمع رخصت ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء سے عطا ہوئی ؛

میجر پی ایس۔ ایم برٹن صاحب رخصت سے واپس آنے پر ڈپٹی کمشنر جالندھر تعینات کئے جاینگے اور کپتان سین فورڈ صاحب اسیوقت صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے ماتحت اول اسسٹنٹ مقرر کئے جاینگے ؛

چینی لونڈی

جب رات ہونے لگی سو چم چھوٹی لڑکی کو اس کے مالک کے گھر پر لے گئی۔ لنگ سو نے منت کی کہ مجھے اس بُرے آدمی کے گھر نہ چھوڑ جاؤ۔ مجھے میری ماں کے پاس پہنچا دو۔ تھوڑے عرصہ بعد ہو تھکا ماندہ۔ بھوکا پیاسا غصے سے بھرا ہوا اپنے کام سے واپس آیا۔ کسی نہ کسی طرح اس نے سن لیا تھا کہ لنگ سو نے بھاگنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اُسکو بلاکر دریافت کیا کہ کہاں گئی تھی ؛

جواب دیا "میں ماں کو ڈھونڈنا چاہتی تھی"۔

بے رحم آدمی نے زور سے مُکا مار کر کہا "میں تمہاری ماں کو ڈھونڈ دونگا"۔ کیا تم پھر بھاگو گے اگر اب بھاگی تو بیتوں سے مار مار کر ادھموئی کر دونگا۔ رونا بند کرو۔ ورنہ ابھی بہت مارنا شروع کرتا ہوں" ؛

حتی الوسع اس نے اپنے رونے کو ضبط کیا اور ایک کونے میں گھس کر اور ایک بنچ پر سر رکھکر ہچکی لے لے کر آہستہ آہستہ روتی رہی جب تک کہ اس کو نیند آگئی ؛

دوسرے دن صبح کو سورج کے نکلنے سے پہلے ہو کام کے لئے کھیت پر چلا گیا اور کام کی جلدی میں لڑکی کو جگانا بھول گیا۔ لنگ سو اُس دن اس وقت تک سوتی رہی جب تک کہ وہ کھانے کے لئے گھر واپس نہ آیا۔ کھانا کھاکر وہ اسکو اپنے ساتھ لے گیا مبادا وہ پھر بھاگ نہ جاوے۔ کھیت میں لے جاکر اُس نے اسکو ایک جگہ کھیتوں سے پرندوں کے اُڑانے کے لئے مقرر کر دیا۔ لنگ سو کے دل سے بہت جلد پرندوں کا خیال جاتا رہا مگر وہ اُسی جگہ ٹھہری رہی جب تک کہ ہو نے اُسکو کھانے کے لئے نہ بلایا کھانے کے بعد وہ اُسکو پھر کھیت پر لے گیا جہاں اُسکو شام تک ننگے سر سخت دھوپ میں رہنا پڑا۔ جب اندھیرا ہوگیا تو مالک کے بلانے سے وہ گھر کو اُس کے ساتھ واپس چلی گئی ؛

اُس رات لنگ سو نے کچھ نہ کھایا۔ صرف پانی مانگا۔ جب ہو سو اسکو سلانے کے لئے گئی کیونکہ اُس کا مادرانہ دل اجنبی لڑکی کے لئے رحم سے بھر گیا تھا اور اُس نے نہ چاہا کہ وہ اکیلی سونے کو جاوے۔ اس نے دیکھا کہ لنگ سو کے ہاتھ اور چہرہ آگ کی طرح جل رہے ہیں۔ سونے سے پہلے وہ ایک دفعہ پھر اُس کے کمرے میں گئی اور دیکھا کہ بیچاری لڑکی بے قرار و بے چین ہے اور بار بار منہ کھولکر دھیمی آواز سے کہتی تھی "ماں ٹھنڈا پانی۔ ماں ٹھنڈا پانی" ؛

بخار کی شدت سے صبح کو اسکی حالت اور بھی خراب ہوگئی اور وہ بالکل بے ہوش پڑی تھی سب بے چینی سے ہاتھ پاؤں مارنے کے باعث ہو کا دل بھی نرم ہوگیا۔ شائد وہ ڈر گیا کہ مبادا وہ اس لڑکی کو بھی ہاتھ سے نہ کھو بیٹھے۔ ایک چینی بلایا گیا جس نے کہا کہ لڑکی کو سورج کی تپش کے لگنے سے بخار ہوگیا ہے۔ اگرچہ وہ ٹھنڈا پانی مانگتی تھی مگر حکیم نے سوا تھوڑی سی گرم چاء کے اور تمام چیزوں کا دینا منع کر دیا پھر اس کے بخار کے ہٹانے کے لئے دوائی تیار کرنے لگا۔ اُس کے دل کی حرکت کو کم کرنے کے لئے اُس نے اور دوائیوں کے ساتھ خشک کیچوے کو باریک پیس کر ڈالا۔ لیکن جب اسکو معلوم ہوا کہ لنگ سو حال میں ہی اپنی ماں سے جدا کی گئی ہے تو اس نے دوائی میں تھوڑی سی چیتے کی ہڈی بھی ڈالی تاکہ وہ دلیر ہو جائے اور کہا کہ میری اس دوائی سے اسکو چند ہی روز میں آرام ہو جائگا مگر اس کو مطلق فائدہ نہ ہوا ؛

ہر روز سو چم آتی اور کئی کئی گھنٹے اس کے پاس بیٹھی رہتی تھی اور اکثر اوقات تمام رات وہیں رہتی اور بیمار کو دوائی دیتی اور اسکی نگہبانی کرتی اور تسلی دیا کرتی تھی اور نیز ہر روز گاؤں کے مندر میں جاکر بت کے سامنے بخور جلاتی اور منت کرتی تھی کہ لنگ سو تندرست ہو جاوے۔ ایک دفعہ اس نے کسی نالگیر کو کچھ نقدی دی تاکہ وہ بتلادے کہ لڑکی تندرست ہوگی یا نہیں جب اُس نے کہا کہ لڑکی نہیں بچے گی تو بڑھیا کا دل بہت ہی غمگین ہوگیا۔ اس نے ایک اور کام کرنے کا ارادہ کیا۔ اُس نے سنا کہ دس میل کے فاصلے پر ایک شہر میں بڑا مندر ہے اور وہاں

ایک دیوتا کی مورت ہی جس نے بہت سے بیماروں کو چنگا کیا ہو۔ تو تچم اُس مندر میں گئی اور جو کچھ نذر نیاز دے سکتی تھی اپنے ساتھ لے گئی اور لڑکی کو بت کے آگے رکھکر منت کی کہ اس بچی کی جان بچادیوے۔ اور جب اُس نے ان پجاریوں میں سے پہلے سے اُس بت کے پجاریوں نے تیار کرکے وہاں رکھے ہوئے تھے ایک کو اٹھایا اور ناموافق پایا تو یقین کیا کہ لڑکی مرجاوے گی۔ ناامید گھر کو پس چلی آئی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ میں نے کیوں اِس چھوٹی اجنبی لڑکی کو ایسا پیار کیا تھوڑے روز سے جب سے کہ میں اسکی واقف ہوئی ہوں اسکو اپنے بچے کی طرح پیار کرنے لگی ہوں۔ لیکن جب اسے یاد کیا کہ مجھے بھی میرے باپ نے جبکہ میں چھوٹی لڑکی تھی بیچ ڈالا تھا اور کس طرح میں بھی اپنے گھر والوں کیواسطے تڑپتی تھی تو اُس کا تعجب جاتا رہا کہ میں نے اس اجنبی لڑکی کو کیوں ایسا پیار کیا۔ جب اس نے لنگ سو کی اس درخواست کا خیال کیا جو وہ اکثر کیا کرتی تھی کہ "مجھے میری ماں کے پاس پہنچادو" تو اسکی جان بچانے کے لئے جو کچھ ہوسکتا تھا کرنے کو تیار تھی تاکہ لڑکی کی جان بچ جاوے اور اسکو یقین ہوجاوے کہ ماں بیٹی کی پھر ملاقات ہوسکے گی ؎

ضرورت

زنانہ اور سکول کے کام کے لئے دو زنانہ اُستادوں کی ضرورت ہے بیوہ اور غیرہ منکوحہ کو ترجیح دیجائیگی مگر منکوحہ مستورات بھی درخواست کرسکتی ہیں۔ معہ نقول اسناد درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آویں ؎

مس ہیرس زنانہ مشن درک - بلند شہر ؎

ضرورت

ایک ہندوستانی مسیحی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ چاہئے کہ درخواست کنندہ معہ اپنی اسناد کے فوراً سپرنٹنڈنٹ صاحب سی۔ ایم۔ ایس۔ میڈیکل مشن چمبا گڑھ کاکلچو کو بھیجے ؎

ضرورت

یونائیٹڈ پریسبٹیرین پریسبٹیری گوجرانوالہ کے ماتحت موضع جلالپور جٹاں میں ایک لائق۔ دیندار تجربہ کار منّاد کی ضرورت ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں اچھی طرح مسیح کی خدمت کرسکے تنخواہ مبلغ پچیس روپیہ ماہوار ہوگی اور اگر کبھی لیڈی مشنری صاحبان وہاں گرلس سکول کھولنا مناسب سمجھیں تو اُس کی بیوی کو بھی حسب لیاقت کام ملسکیگا۔ تمام درخواستیں معہ نقول سندات پریسبٹیری کے کلرک کے پاس آنی چاہئیں ؎

المشتہر

پادری برکت مسیح کلرک پریسبٹیری گوجرانوالہ پنجاب

واضح ہو کہ ۱۰ مارچ کے بعد کوئی درخواست منظور نہ ہوگی۔

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہے۔ ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً چالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کرسکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر صاحب خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؎

درخواست کی جاتی ہے کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجدیں ؎

المشتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک منیجنگ ڈائرکٹر
نولکھا۔ لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ گا
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک " " للعہ " ہیہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ؎

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	گا	ہیہ	سے
چوتھائی کالم	ہیہ	سے	عہ
نصف کالم	سے	عہ	عیہ
پورا کالم	عہ	عیہ	صہ
پورا صفحہ	صہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے تکراری سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؎

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلامحصول عہ
" " " " " " " معہ محصول عہر
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری آر. ڈی. ٹرپس صاحب ایڈیٹر و مینیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم - دائیلی کے اہتمام سے چھپا